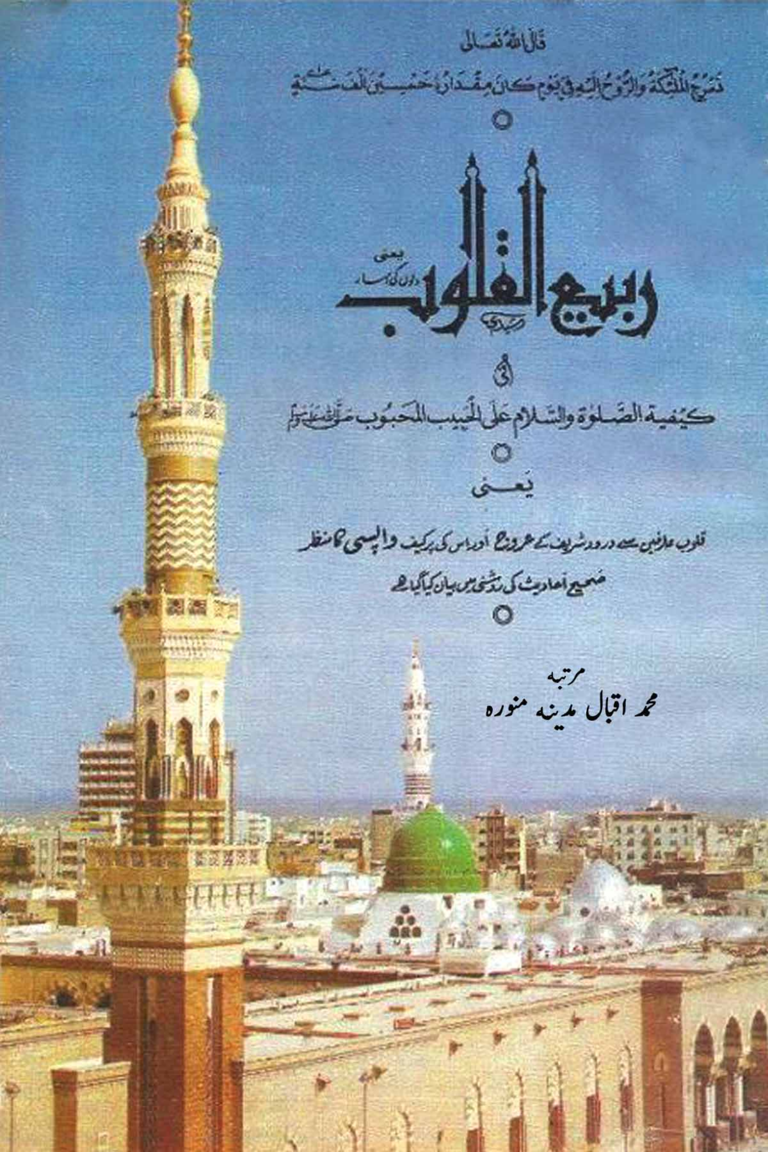

قال اللہ تعالیٰ

تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ ○

ربیع القلوب

یعنی دلوں کی بہار

رشیدی

أی

کیفیۃ الصلوٰۃ والسلام علی الحبیب المحبوب ﷺ

○

یعنی

قلوب عارفین سے درود شریف کے عروج اور اس کی پر کیف واپسی کا منظر

صحیح احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے

○

مرتبہ

محمد اقبال مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربیـــع القلــوب

مُرتّبہ

حَضرت اقدس صُوفی **مُـحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احـمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکـــتبہ اقبـالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com فون: 0092-312-2502281

۳۰ رجب المرجب ۱٤٤٤

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لو شق عن قلبي فري وجهه ذكرك والتوحيد في سطر

(جلاء الافہام لابن قیم الجوزیہ)

اگر میرے دل کو چیرا جائے تو اُس میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر و توحید ایک ہی سطر میں ہوگا۔

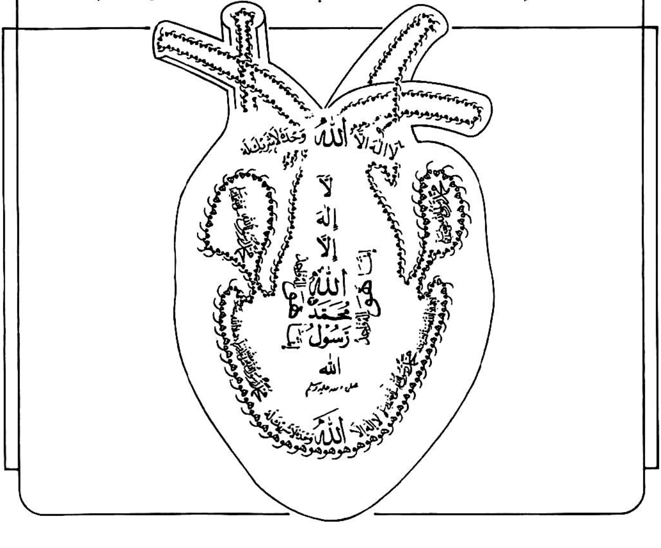

طول امل کی مذمت میں خریطہ

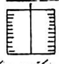

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر سمجھانے کے طور پر ایک مربع چار لکیروں والی شکل کھینچی اور اس کے درمیان میں ایک دوسری لکیر کھینچی جو اس مربع شکل سے آگے نکل چلی گئی پھر اس مربع شکل کے اندر چھوٹی چھوٹی لکیریں بنائیں جس کی صورت علماء نے مختلف لکھی ہے منجملہ ایک یہ صورت واضح ہے (جو سامنے ہے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درمیانی لکیر تو آدمی ہے اور جو لکیر (مربع) اس کو چاروں طرف سے گھیر رہی ہے وہ اس کی موت ہے کہ آدمی اس سے نکل ہی نہیں سکتا اور جو لکیر باہر ہے وہ اس کی امیدیں ہیں کہ اپنی زندگی سے بھی آگے کی لگائے بیٹھا ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں جو اس کے دونوں طرف ہیں وہ اس کی بیماریاں حوادث وغیرہ ہیں جو متوجہ ہیں ہر ایک چھوٹی لکیر ایک آفت ہے اگر ایک سے بچ جائے تو دوسری مسلط ہے اور موت کے اندر تو گھرا ہوا ہے کہ وہ تو چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوئے ہے مگر امید کی لکیر بھی آگے نکل رہی ہے۔ (فضائل صدقات)

تقریظ حضرت مولانا حبیب اللہ مظاہری مہاجر مدنی دامت برکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم اما بعد! حضرت صوفی محمد اقبال صاحب کے ذکر وشغل اور دعوۃ تصوف سے متعلق کئی رسائل شائع ہو چکے ہیں، جن میں سے اکثر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے تالیف کئے گئے، مثلاً "اکابر کا سلوک واحسان، صقالۃ القلوب، ام الامراض، وغیرہ اور بعض رسائل کو انہوں نے اپنے طور پر مرتب کر کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تو حضرت نے پسند فرما کر طباعت کا حکم دیا، بلکہ بعض کو اپنے خرچ پر طبع کرایا، مثلاً آداب الحرمین، محبت، فیض شیخ، وغیرہ، اور بعض رسائل کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ نے خود شروع فرما کر پورا کرنے کیلئے صوفی صاحب کے حوالہ کر دیا۔ مثلاً اکابر کا تقوی، شجرہ نقشبندیہ وطریقہ ذکر خفی، فضائل تجارت، وغیرہ ان کی فہرست رسالہ صقالۃ القلوب میں درج ہے، ہم صرف رسالہ فضائل تجارت، سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ مبارک نقل کرتے ہیں، حضرت اس رسالہ کی تمہید میں فرماتے ہیں کہ "آج ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ شب چہار شنبہ میں مسجد نبوی میں اسکی بسم اللہ تو کرا دی، اور اپنے مخلص دوست صوفی محمد اقبال صاحب جنکی کئی تصانیف میرے ہی کہنے سے لکھی جا چکی ہیں، اور شائع ہو چکی ہیں، ان سے درخواست کی ہے کہ اپنے پورا کرنے کی تو امید نہیں ہے، وہ پورا کر دیں"، اسی طرح حضرت اقدس رحمہ اللہ اپنے وصال تک ان کو ایسے چھوٹے چھوٹے رسائل لکھنے اور ان کو سلوک کی لائن کی خدمت کی تاکید فرماتے رہے، حضرت صوفی صاحب کے دو رسالے، اتباع سنت، اور دنیا میں جنت، کے مسودوں کو حضرت شیخ قدس سرہ نے سن لیا تھا، اور طباعت کیلئے پاکستان بھیج دیئے تھے مگر طباعت کی تکمیل حضرت کے وصال کے بعد ہوئی۔

حضرت کے وصال کے بعد حضرت صوفی صاحب نے حسب وصیت اس خدمت کو جاری رکھا، مگر وہ اب اپنی

ہر تحریر کو وقت کے معتمد علماء کی نظرِ ثانی کے بعد طبع کرواتے ہیں، چنانچہ رسالہ "تنویر الابصار" کو حضرت مولانا سلیم اللہ خان شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ وناظم وفاق المدارس پاکستان، اور "میاں دو کریم" کو حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا عبدالستار صاحب خیر المدارس، اور "فضائل لباس" کو حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور کی نظرِ ثانی کے بعد شائع کیا،

زیرِ نظر رسالہ "ربیع القلوب" کے مسودہ کی حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی اور حضرت مولانا احسان احمد مکی مظاہری، جو حضرت شیخ رحمۃ اللہ کے شاگرد اور اجل خلفاء سے ہیں، ان سے نظرِ ثانی کروا کر اشاعت کی اجازت لی، اور حضرت صوفی صاحب نے اپنے حسنِ ظن سے مجھے بھی اس کے مطالعہ کا موقع دیا،

میرے نزدیک اس رسالہ کے سارے مضامین مدلل ہیں، اور ان کی تشریح اکابرینِ اُمت کے اقوال سے مؤید، مجموعی طور پر رسالہ کا اسلوب باذوق حضرات کیلئے اس مبارک عمل (ایمان واحتساب کیساتھ درود شریف کی کثرت) کے شوق کا باعث ہے، اور یہی رسالہ کا مقصدِ تحریر ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرما کر اپنی اور اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ سے زیادہ محبت دے، اور اپنے ذکر اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے اور اتباعِ سنت کی توفیق دے کہ اسی میں فلاحِ دارین ہے،

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

حبیب اللہ المظاہری

مدینہ منورہ ۲۵/ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

دیباچہ

اِسمیں کیفیات کے فرق سے عبادت کی برکتوں کا فرق اَور اِس سے قرب میں ترقی کی رفتار کا فرق بیان کیا گیا ہے ۔

سیرِ زاہد ہر شبے یک روزہ را سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ

مثال میں صرف درُود شریف کا ذکر ہے کہ ایمان و احتساب کے ساتھ حضُور قلب سے اِخلاص و محبّت سے لبریز ہو کر بندے کا پڑھا ہُوا دَرُود اللہ تعالیٰ کے حُضُور میں قبول اَور مُنور ہونے کے بَعد اَللہ تعالیٰ کے حَبیب صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَعلیٰ آلِہٖ وسلّم کے حُضُور بطور تحفہ پیش ہوتا ہے پھر بَندے پَر بطور کرم و فَضل اَللہ تعالیٰ کی طَرف سے دَرُود وَسَلام، مَغفِرت ، رَفعِ دَرجات ، قرُب و رضَا ، دَارین کے سَارے فِکروں کی کفایت وخَیر و صَلاح اَور حُضُور اَقدس صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَسلّم کی طَرف سے خُوشنُودی، نظرِ کرم ، محبت ،عنایات و توجہات اور دعائے سلامتی و استغفار اَور آخرت میں شفاعت اَور ہر مقام میں قرب نصیب ہوتا ہے ۔

ٹائیٹل کا حاشیہ علیٰ صاحب تفسیر مظہریؒ نے اپنی کتاب ارشاد الطالبین میں فرمایا:۔

آیۃ شریفہ میں اس بات کا کنایہ ہے کہ ناقص،اَپنی عبادت سے اس قدر قرُب حاصل کرسکتا ہے جتنا کوئی بچاس ہزار سال عبادت کرے .جب کہ کامل ہر لمحہ ہر مختصر عبادت سے وہ دَرجہ پالیتا ہے ۔

اگر کوئی ناقص،اَپنی عبادت میں کاملوں کی شرائط پُورا کرنے کی کوشش کرے تو اللہ کے فضل سے اس کی عبادت بھی وزنی بن سکتی ہے ۔ اور حدیث پاک میں تو وضاحت سے ہے کہ صحابہ کرام کا نصف صاع صدقہ بعد والوں کے سونے کے اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے (یہ خبر بطور مبالغہ نہیں ہے بلکہ یہ فرق اِسی طرح سے ہے . علما رحدیث اس غیر معمولی فرق کیوجہ صحابہ کرام کے کمال اخلاص اور کمال ایمان ہی کو قرار دیتے ہیں ۔

مضامین کی فہرست

① سیدُالکونین فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز اور درود شریف کا امتیاز ۔ ۳

② سرورِ کائنات فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کے متعلق اللہ جل شانہٗ کے ارشادات ۔ ۶

③ ساری مخلوق میں سے اپنے ایک بندہ سے اس محبوبیت خاصہ کا راز ۔ ۱۱

④ حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ارشادات ۔ ۱۳

⑤ تخلیقِ کائنات اور محبوبیت خاصّہ کا سارا ہنگامہ حسن و محبت کا ہے إِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الجَمَالَ کے متعلق عارفین کے معارف ۔ ۱۲

⑥ قلبِ مؤمن اور اس کا محلِ نظرِ باری تعالیٰ ہونا ۔ ارشادِ گرامی شیخ الاسلام ابن قیمؒ ۔ ۱۶

⑦ درود پاک کے عروج اور واپسی کا منظر اور طریقہ وِرد ۔ ۲۱

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سید الکونین فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز اور درود شریف کا امتیاز

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ إِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ أَشْرَفَ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ الَّذِىْ أَمَرْتَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ فِىْ كِتَابِكَ فَبَدَأْتَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ بِنَفْسِكَ وَثَنَّيْتَ بِمَلَائِكَتِكَ فَقُلْتَ يَا مَنْ جَلَّ شَأْنُكَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اَمَّا بعد: ارشاد باری تعالیٰ ہے إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اور آپکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبی پاک پر۔

يُصَلِّىْ عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ
بِهٰذَا بَدَا لِلْعَالَمِيْنَ كَمَالُهٗ

یعنی اُن پر تو خود اللہ تعالیٰ دُرود بھیجتے ہیں اس سے اُنکا خصوصی کمال ظاہر ہو گیا، آگے اِرشاد ہے

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

یعنی اَے مؤمنوا! تم بھی آپ صَلَّی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجا کرو اور خُوب سلام بھیجا کرو۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ ساری عبادتوں میں مقبول و مردود ہونے کا احتمال ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف قبول ہی ہوتا ہے، وجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اس عمل میں جس کو وہ خود کرتے ہیں مؤمنین کی شرکت فرض کردی، لہٰذا اس عبادت کی شرافت اور قبولیت میں کیا شک ہوسکتا ہے جب کہ اعمال کو قبول کرنے والی کریم ذات نے ہمارے ناقص عمل کو اپنے عمل کے ساتھ خود ملا دیا،

ان ہی عظیم المرتبت اپنے محبوب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات:

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.	یعنی اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر۔
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ	یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اُسنے اللہ کی اطاعت کی
إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ.	یعنی جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں (کہ حقیقت میں وہ بیعت اللہ سے ہوتی ہے)
قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ.	یعنی بے شک تمہارے پاس آئی ہے روشنی اور کتاب ظاہر کرنے والی۔
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.	یعنی اے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی اُمت سے کہہ دیجئے کہ اگر تُم اللہ سے محبّت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم کو اپنا محبُوب بنالے گا۔

اللہ کریم نے اپنے اسماء مبارکہ میں سے بعض اسماء اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمائے مثلاً جیسے اللہ کریم اپنی شان ربوبیت کے مطابق رؤف و رحیم ہیں ایسے ہی رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُنکی شان عبدیت کے مطابق رؤف و رحیم فرمایا۔

اللہ کریم نے اپنے حبیب کے نام (محمد) کو اپنے نام کے ساتھ کلمہ میں ملایا۔ آپکی محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ ان پر درُود کو اپنے درود کے ساتھ شریک کیا۔

اِسی طرح اَنبیاء سابقین سے اپنے حبیب پر ایمان لانے اور اُنکی مدد کرنے کا عہد لینا۔ اولوالعزم پیغمبروں سمیت تمام انبیاء کا امام بنانا، معراج کا اعزاز اور قاب قوسین کا قرُب خاص، مقام محمود اور حوض کوثر کی عطا اور قرآن پاک کا اَبدی معجزہ و دیگر سینکڑوں معجزے اور خصائص ایسے ہیں جن میں دیگر اَنبیاء علیہم السلام کا کوئی حصہ نہیں بلکہ دلائل شرع سے ثابت ہے کہ دیگر تمام اَنبیاء کی نبوت و رسالت امام الانبیاء کی نبوت کا عرض اَور پَرتو ہے۔ اور میدان شفاعت میں جس اِعزاز کی تفصیل حدیث پاک میں آئی ہے اس پر اَولین و آخرین سب کو رشک ہوگا۔ اَور اس شفاعت سے تمام اَنبیاء بھی مستفید ہونگے ؎

تو بوئے گُل ہے اگر مثلِ گُل ہیں اور نبی   تو نور شمس گر اور انبیاء ہیں شمس نہار

حیات جان ہے تو ہیں اگر وہ جان جہاں   تو نوُر دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار

جو لوگ مندرجہ بالا حقائق میں شک کرتے ہیں اور اطاعت رسول کو اطاعت خدا کے مخالف تصور کرتے ہیں۔ اللہ تعالی اُنکے کفر کی اطلاع اسطرح دیتا ہے۔

وَیُرِیدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ   اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اُس کے

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ،، الآیۃ۔

رسولوں میں، اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں اُسکے بیچ میں ایک راہ۔ ایسے لوگ ہی ہیں اصل کافر۔(النساء)

ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و تعظیم کو غیر معمولی اہمیت دی کہ اُنکی آواز پر آواز بلند کرنے والوں کو حبط اعمال کی خوفناک وعید سُنائی۔ مومنین کو آپکا نام لیکر پُکارنے سے منع فرما دیا حتیٰ کہ محبوب کی غایت شرافت کیوجہ سے خود بھی نام لیکر خطاب نہیں کیا۔

حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کے آپ سے محبت خاصہ فرمانے کو بیان فرما دیا۔ اِرشاد ہے۔ الا وَأَنَا حَبِيْبُ اللهِ یعنی یاد رکھو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور مؤمنین کو بھی فرما دیا کہ جب تک سب سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ ہوگی ایمان نہ ہوگا۔ اگر کسی بڑے سے بڑے نے غلط فہمی کی بنا پر بلکہ شدت عشق ہی کیوجہ سے محبت میں ذرا کمی کا اظہار کیا تو اس کو سمجھانے کی بجائے دو ٹوک صاف فرما دیا بلکہ قسم کھا کر فرمایا کہ ایسی صورت میں ایماندار نہ ہوگے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اللہ جل شانہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے حبیب مکمّل التوحید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت، اُنکی عظمت اور ادب، اُنکی ذات اور اُنکی اِستعمالی چیزوں سے تبرّک حاصل کرنا اس درجہ کا کرکے دکھلایا کہ اگر ان واقعات کو بخاری ومسلم کے حوالوں سے نہ بیان کیا جاوے تو آجکل کے متوحّدین اِن واقعات پر بھی شرک و بدعت کا فتویٰ لگا دیں گے۔ حالانکہ ہم کو سارا دین اُنہیں

سکے ذریعہ پہنچا۔ اب ہم کو ادب و عبادت کا فرق اور اتباع و محبت کرنا انہیں سے سیکھنا چاہیے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کی محبت کیلئے چُن لیا رضی اللہ عنہم۔

علماء ربانیین، ائمہ دین اور عارفین اُمت نے اس شعبہ (محبت رسول) میں مستقل تصانیف کیں مثلاً مواہب لدنیہ، الشفاء، الصارم المسلول، اور اُردو میں خصائل نبوی، رحمۃ للعالمین نشر الطیب، وغیرہ بے شمار کتب ہیں۔ اور رسالہ تنویر الابصار مؤلفہ احقر مذکورہ کتب کا منتخب اور اختصار ہے۔ اور عوام کے لئے عام فہم ہے۔

امام الوقت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ نے مسئلہ حیات النبی کے اثبات میں دلائل بیان فرماتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے کہ "ہمارے لئے اُنکے (علماء اُمت اور راسخین فی العلم) کے متفقہ عقائد کو ماننا ہی ضروری ہے کیونکہ ہم ناقص علم رکھنے والے ان واصلین اور ائمہ تفسیر و حدیث کے علوم تک کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اس کے خلاف صرف اُسی کی بات پر غور کیا جا سکتا ہے جو ان حضرات میں سے کسی ایک کے بھی پاسنگ ہو۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل حاصل کرنے اور اُنکے وسیلہ سے دعا کرنے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے اور ایک مستقل رسالہ نعلین مبارک کے کاغذ پر بنے ہوئے نقشہ سے توسل اور برکت حاصل کرنے کے متعلق لکھا ہے۔ اسکے بارے میں لکھتے ہیں:۔ رسالہ نیل الشفاء مؤلفہ احقر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات و خواص مذکور ہیں، جب صرف ان الفاظ میں جو کہ آپ کے معنی و مدح میں صورت و مثال ہیں اور پھر اُن نقوش میں جو کہ ان الفاظ پر دلیل ہیں (قصیدہ بردہ کی برکات کے

واقعات کی طرف اشارہ ہے) اور اس ملبوس میں جوکہ آپکی نعال ہیں اور پھر ان نقوش میں جوکہ اُن نعال کی مثال ہیں یہ دولت ہائے لازوال اور نعمت ہائے بے مثال ہیں۔ سو خود آپکی ذات مجمع الکمالات واسمار جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اُن کے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہ ہوگا ؂

نام احمد چوں چنیں یاری کند | تاکہ نورش چوں مددگاری کند

نام احمد چوں حصارے شد حصین | تاچہ باشد ذات آں روح الامین

حرف آخر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے اثبات میں دلائل بیان فرماتے ہوئے کیا خوب کہا ہے کہ ہم ان صاحبوں کے مقابلہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسقدر ازدیاد قدر سے کہ انکے خیال میں سات گُنا ہو جائے یہ بُرا مانتے ہیں اور قائلین ازدیاد قدر کو کافر یا خارج از مذہب اہل سُنت سمجھتے ہیں اس شعر کو (اہل بیت کی محبت میں حضرت امام شافعیؒ کا مشہور شعر):

إِنْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ | فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّيْ رَافِضِيْ

بدل کر یوں پڑھتے ہیں:

إِنْ كَانَ كُفْرًا حُبُّ قَدْرِ مُحَمَّدٍ | فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّيْ كَافِرٌ

یہی حضرت اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں:

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اُسکی | کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کا ہو پیار

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت | نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

سما سکے تری خلوت میں کب نبی و ملک | خدا غیور تو اس کا حبیب اور اغیار

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ ۔ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ

فَانْسُبْ إِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ۔ وَانْسُبْ إِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ ۔ حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ أَنَّهٗ بَشَرٌ ۔ وَأَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سے آپ اسم بامسمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سردار دنیا و آخرت وجن وانس کے اور ہر دو فریق عرب وعجم کے ہیں ۲ اور آپ کی ذات بابرکت کی طرف جو خوبیاں "باستثنائے مرتبۂ اُلوہیت" تو چاہے منسوب کردے وہ سب قابلِ تسلیم ہونگی، اور آپکی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر وہ سب صحیح ہونگی ۳ کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد ونہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا انکو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر وبیان کرسکے، ۴ پس نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان وملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی یہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بالکل خلاف ہے کیونکہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے درپے ہونیسے احترام اور تعظیم بالکل ساقط ہوجاتا ہے جس سے رسالت کے احکام ساقط ہوجاتے ہیں اور دین باطل ہوجاتا ہے۔ اسلئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا، تعظیم اور توقیر ہی پر سارے دین اسلام کا قیام ہے اور اس احترام اور توقیر کے نہ ہونے سے سارا دین ختم ہوجاتا ہے،، (الصارم ۲۰۲)

قدر و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حافظ ابن قیمؒ کا ارشاد

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِفتقار الی اللہ کے مقام (عبدیت کاملہ) کو مکمل کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو دنیا اور آخرت میں آپکا محتاج بنا دیا۔ دنیا میں آپکی محتاجگی تو کھانے پینے اور سانس لینے جیسی چیزوں سے بھی زیادہ ہے۔ کہ جن پر دنیوی زندگی موقوف ہے ؏

اور آخرت میں مخلوق کو آپ کی محتاجگی اِس طرح سے ہوگی کہ میدانِ حشر میں اُسکی ہولناکیوں سے پریشان ہو کر سب لوگ دوسرے انبیاء اور رسولوں کے پاس سفارش کی درخواست لیکر جائیں گے تاکہ نجات دلوائیں۔ مگر ہر شخص اِس سے کترائیگا (عذر کریگا) اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے جو سب کی شفاعت فرمائیں گے (حتیٰ کہ اس شفاعت سے تمام انبیاء علیہم السلام بھی مستفید ہونگے) اور آپ ہی جنّت کا دروازہ کھلوائیں گے۔ اھ (الفوائد لابن قیم صفحہ ۱۷۳ اور یہ مضمون احادیث صحیحہ میں ہے)

؎ هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

ایسی عظیم القدر محبوب ذات کو مبعوث فرما کر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر احسان جتلایا چنانچہ ارشاد ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ

؏ یعنی دنیا میں مومنین کو ایمان اسلام اور اللہ کی رضا و محبت آپ ہی کے واسطے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور دیگر سارے عالم کی محتاجگی اسطرح سے ہے کہ سارے عالم کی روح جو ذکر اللہ ہے۔ وہ قیامت تک آپ ہی کے دم قدم سے قائم ہے کیوں کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ کہ جب دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا تو ساری مخلوق ختم کر دی جائے گی۔

نے احسان کیا ۔ مؤمنین پر جو بھیجا ان میں رسُول ان ہی میں کا ، من ایسے احسان کو کہا جاتا ہے جس کا بدلہ ہو ہی نہ سکتا ہو ۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی احسان کا بدلہ ممکن نہیں ۔

ساری مخلوق میں اَپنے بندہ سے محبوبیت خاصہ کا راز

حقائق غیبیہ کے راز کو کوئی عقل دریافت نہیں کر سکتی ، شیخ الاسلام امام حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

وَكَانَ مِنْ رَبِّهِ بِالْمَنْزِلَةِ الْعُلْيَا	ان کا (اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا) اپنے
الَّتِي تَقَاصَرَتِ الْعُقُولُ وَالْأَلْسِنَةُ	رب کے یہاں اِسقدر بلند مرتبہ ہے کہ جس تک
عَنْ مَعْرِفَتِهَا وَنَعْتِهَا ؛	انسانی عقل کی رسائی نہیں ہوسکتی اور جس کی تشریح
(الصادم)	سے انسانی زبانیں قاصر ہیں ۔

لیکن اِس راز (محبوبیت خاصہ) کا کچھ نشان اِسی محبوب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشادات سے علماء ربانیین و عارفین نے بیان فرمایا ہے ، جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سارا ہنگامہ حُسن اور محبت کا ہے ۔ جس کو سمجھنے کی خاطر کچھ حقائق کو ذیل میں درجہ بدرجہ عنوانات لگاکر بیان کرنے کی اپنی سی کوشش کی جاتی ہے ۔ اگرچہ اسکا سمجھنا ضروریات دین میں سے نہیں ہے ۔ اور ماننے کیلئے تفسیر اور حدیث کے محققین علماء پر اعتماد کافی ہے جب کہ ایمان و اسلام کے دیگر عقائد ، ارکان اَور فرائض جنکے انکار و اِقرار پر کفر و اسلام کا دار و مدار ہے ۔ انکو ہم نے علماء کے اعتماد پر مانا ہوا ہے ۔ کہ ہر شخص دلائل کو نہیں سمجھ سکتا ۔ اَور یہ تحریر بزرگان دین کو ماننے والے دوستوں ہی کے اطمینان اَور زیادتی شوق کیلئے ہے ۔ جس کا فائدہ آگے بیان ہوگا کہ اطمینان اور شوق کی کیفیت سے درود شریف کی برکت لاکھوں گنا زیادہ ہو جاتی ہے

(فمن لم یذق لم یدر) نیز واضح ہو کہ محبت واخلاص اور قوت یقین ونسبت کا حصول مطلوب شرعی ہے اور اہم مقاصد میں سے ہے اس کے لئے بطور ذرائع جائز افکار، تصورات (یعنی مراقبات) اقوال وافعال (یعنی اذکار ومجاہدات) وغیرہ اُمور اختیار کیے جاسکتے ہیں اور آج کل حصول نسبت میں اسکی ضرورت ع۱ہ ہے۔ اَب مطلوبہ وضاحت کے لئے اِرشادات نبوی تحریر ہیں۔

حدیث نمبر ا عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ حسین ہے اور اُسکو حُسن محبوب ہے۔ اِس ارشاد کے دو جُزو ہیں

اَول حَسین ۔ دوسرا حُسن کی محبت

(ف) جمیل کی چاہت اور حُب عادۃً اپنا ظہور اور اپنی معرفت کرانا چاہتی ہے۔ چُنانچہ روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت اور اپنے جمال وکمال کو ظاہر کرنے کیلئے مخلوق پیدا فرمائی۔ پہلے اپنے جمال اور اپنی صفت خلق کو ظاہر کیا۔

خُوب سے خوبی ہی کا ظہور ہونا تھا۔ اِسلئے سب سے پہلے اپنے نور کے فیض سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا۔ پھر اِسی نُور کو تمام کائنات کی پیدائش کا ذریعہ بنایا۔ (ماخوذ از نشر الطیب ع۲ہ والتکشف)

پیدائش میں اَولیّت

حدیث نمبر ۲ امام زین العابدین سے روایت ہے وہ اپنے باپ امام حُسین اور وہ اُن کے جدِّ امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں آدم علیہ السلام

ع۱ہ ضرورت کی تفصیل کے لئے احقر کا مرتبہ پرچہ الطریق لمن فقد الرفیق ملاحظہ کریں ع۲ہ اس میں حضرت کا مفصل بیان ہے۔

کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ نور محمدی سے مراد روح محمدی ہے۔ عـــہ ۳

پیدائش کی مقصودیت

حدیث نمبر ۳ حدیث قدسی میں ارشاد ہے (جس کے معنی کی تائید آیات قرآنی سے بھی ہوتی ہے) **لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ وَلَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوبِيَّةَ**. یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں تم کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں (مراد عالم) کو پیدا نہ کرتا اور میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ (نشر الطیب بحوالہ عمدۃ السلوک) ـــہ

حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی — بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدء الآثار
لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بو البشر کے خدا — اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار

مذکورہ بالا روایات کا حاصل

۱۔ جملہ کائنات کا وجود حسن کا کرشمہ ہے کہ یہ "اللہ جمیل" کا تقاضہ تھا۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۱ میں ہے

۲۔ کائنات کے ظہور کی ترتیب یہ ہوئی کہ پہلے روح محمدی پیدا ہوئی۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۲ میں ہے اور اس کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ جیسا کہ ذیل کی حدیث میں ہے۔

حدیث نمبر ۴ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسالہ ھذا کے ختم صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ کریں۔ عـــہ ۳ صفحہ ۲۶ پر

نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے (یعنی انکا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) عـلـہ

۳۔ تخلیق کائنات کی وجہ صاحب لولاک فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳ میں ہے

کمال و جمال کا مظہر کامل

پھر آخر میں روح پاک کو بشری خصائص سے نواز کر جملہ خیر و خوبی اور جملہ کمالات اور محاسن کا جامع بنایا۔ خدائی مخصوص صفات اُلوہیت، ربوبیت، صمدیت، یکتائی اور کبریائی کے علاوہ جو صفاتِ کمال کسی بشر کو عطا کی جا سکتیں، اُن سب کو جسد اطہر میں ودیعت رکھکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کمالات اور حُسن کا پورا مظہر بنا کر اپنا حبیب بنالیا۔ من القصیدۃ البردۃ

فَهُوَ الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ النَّسَمِ

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيكٍ فِي مَحَاسِنِهِ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

یعنی آپ فضائل و ظاہری حُسن میں کمال کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر خداوند جل شانہ نے جو خالق کائنات ہے آپکو اپنا حبیب بنالیا۔ آپ اِس سے پاک ہیں کہ آپ کی خوبیوں میں اور کوئی آپکا شریک ہو۔ پس جوہر حسن جو آپ میں پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہے بلکہ مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

پھر مبدأ آثار و خلاصہ کائنات کا حُسن تمام کائنات میں پھیلا دیا ہے

عـلـہ تفصیل سند اور بحث خاتم النبیین کی نشر الطیب صفحہ ۶ میں ہے۔

کائنات حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اُور سمٹی تو، تیرا نام بن کر رہ گئی

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَر	مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ	بَعْد از خُدا بزُرگ تُوئی قصّہ مُختَصر

الحاصل اللہ تعالیٰ کی معرفت اور کائنات کے ظہور کا سبب یہی ذات والاصفات، حُسن مجسم ہوئی اِسی مبارک ذات نے سب سے پہلے ربوبیت کا اِقرار کر کے عبدیت کاملہ کا تمغہ حاصل کیا اور سب سے پہلے رسالت سے سرفراز ہو کر عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہلائے اُور اپنے متعلق فرمایا کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اُور اللہ تعالیٰ کے متعلق فرمایا کہ یُحِبُّ الْجَمَالَ

؎ خُدا کے طالب دیدار حضرت موسیٰ	تمہارا لیجے خُدا آپ طالب دیدار
کہاں بلندیٔ طور اور کہاں تری معراج	کہیں ہوئے ہیں زمین آسمان بھی ہموار
جمال کو ترے کب پہنچے حسن یوسف کا	وہ دلربائے زلیخا تو شاہد ستار

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ بہاریہ

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست	بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست

مندرجہ بالا تفصیل سے محبوبیت خاصہ کا کچھ راز سمجھا جا سکتا ہے اُور مؤمن کے لئے تو صرف اِرشاد گرامی "الا و انا حبیب اللہ" ہی کافی ہے۔ اُور ارشاد گرامی ہے کہ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِی یعنی دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس کی عطاؤں کو تقسیم کرنے والا میں ہی ہوں لہٰذا اب عالم میں ہر خیر و خوبی یہیں سے تقسیم ہوتی ہے ؎

ہر جلوہ پُر ضیا رُخِ انور کا نور ہے   شانوں میں کیا بلند یہ شانِ حضور ہے

(شانِ حضور)

چنانچہ قلب مؤمن میں ایمان کا نور اور تعلق بھی اس منظہر ہدایت حضرتِ قاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے ہے۔ آگے اسی تعلق کو بیان کیا جاتا ہے۔

قلب مؤمن اور اُس کا محل نظر باری تعالیٰ ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَولٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔

اور ارشاد ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۔

اور ارشاد ہے۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔

اور ارشاد ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ۔

اور ایک روایت میں ارشاد ہے۔ لَمْ تَسَعْنِی السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَوَسِعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے، اِنَّ اللّٰهَ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِهِمْ ۔ آیات و روایات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان بندے سے اُسکی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ اور مؤمنین کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جان سے زیادہ تعلق ہے جس کی وجہ بھی قرب ہی ہے[علہ] اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔

قلب مؤمن میں یہ تعلق آفتاب ہدایت کی شعاع ہے جس کو روحانیت محمدی بھی کہہ سکتے ہیں جس کی موجودگی سے قلب میں ایمان کا وجود ہے ؎

علہ صفحہ ۲۶ پر

امداد السلوک میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ ادنیٰ مؤمن کے قلب کا نور اگر ظاہر ہو جائے تو سورج ماند پڑ جائے. ظاہر ہے کہ یہ نور آفتاب ہدایت (مظہر اسم ہادی) صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شعاع ہی کا تو ہے (اہل کشف کو یہ تعلق ایک ڈورے کی شکل میں نظر آتا ہے) اور یہی ایمانی زندگی کا باعث اور قلب مؤمن کی غذا ہے. اور باعثِ اطمینان بھی ہے کہ ذکر رسول سے ذکر اللہ ہے (جبکہ اولیاء اللہ کی یاد سے اللہ کی یاد ہونا وارد ہوا ہے) شاید اسی لئے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کی ایک تفسیر ای بذکر محمد واصحابہ بھی ہے (الشفا بحوالہ مجاہد) اور اللہ پاک کا ارشاد ہے " وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ،، یعنی (اے حبیب) ہم نے آپکے لئے آپکا ذکر بلند کردیا اِس رفعت ذکر کے متعلق حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا،،

ارشاد گرامی شیخ الاسلام حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب جلاء الافہام کے باب فوائد وثمرات صلوٰۃ وسلام میں فرماتے ہیں.

فائدہ (۳۳) درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دوام اور زیادتی کا سبب ہے. اور یہ (محبت رسول) ایمان کی کڑیوں میں سے ایسی کڑی ہے جسکے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا. کیونکہ بندہ جتنی کثرت سے محبوب کا ذکر کریگا اور اس کی صورت کو قلب میں مستحضر کریگا اور اس کے محاسن اور ان خوبیوں کو جن سے انکی محبت پیدا ہو مستحضر کریگا. اسکی محبت بڑھیگی اور تڑپ اتنی بڑھیگی کہ اسکے تمام قلب پر محبت چھا جائیگی. اور جب اسکے ذکر سے اعراض کریگا یا قلب میں اس کی ذات کو مستحضر کرنے اور اُس کے محاسن کو مستحضر کرنے سے اعراض کریگا تو محبت میں کمی واقع ہوگی. (اور ایمان رخصت ہونا شروع ہو جائے گا)

(اسی فائدہ میں ذکر و محبت کے ثمرات لکھنے کے بعد فرماتے ہیں دفی ھذا الجناب الاشرف احق ما انشد)

لَوْ شُقَّ عَنْ قَلْبِی فِرِیْ وَجْہِہٖ ذِکْرُکَ وَالتَّوْحِیْدُ فِیْ سَطْرٍ

یعنی اگر میرے دل کو چیرا جائے تو اس میں تمہارا ذکر اور توحید ایک سطر میں ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں **یہ ھے قلب مؤمن** کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم کا ذکر ایسے لکھے ہوئے ہیں کہ کبھی مٹ ہی نہیں سکتے۔

فائدہ (۳۴) آپ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم پر درود آپکی بندے سے محبت کا سبب ہے۔ کیونکہ جب یہ درود شریف آپ سے مُصلی کی محبت کا سبب ہے تو ایسے ہی درود پڑھنے والے سے آپ کی محبت کا سبب ہے اھ پس جس قلب میں حبیب صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم کی روحانیت، نُور، تعلق محبت اور یاد ہو گی۔ وہ محب کا محلِ نظر کیوں نہ ہوگا۔ اور وہ قلب اللہ کا ذاکر ہوگا تو اُس کا مذکور بھی ہوگا۔ خواہ ذکر بذکر حبیب ہو۔

اور وہ قلب اللہ کے حبیب کا مُحب اور مطیع ہوگا تو اللہ کا محبُوب بھی ہوگا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

لہٰذا اگر ذکر اللہ اور ذکر الرسول سے قلب کو مصفیٰ کر لیا جائے تو وہ تجلیات ربّانی کا آئینہ بن جاتا ہے جس سے اِستدلالی ایمان شہودی سے بدل جاتا ہے۔ یعنی یقین واحسان کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے یہ مطلب نہیں کہ سَر کی آنکھوں سے کچھ نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔

علہ اس بارے میں حضرت نانوتویؒ اور دیگر اکابر کے ارشادات ص۲۶ حواشی میں ملاحظہ کریں۔

ذکر مبارک

آیۃ شریفہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور بہت سی روایات حدیث سے ثابت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے شمائل، خصائص اور فضائل کا ذکر مبارک اور مدحیہ کلام سُننا سنانا شرعاً مطلوب [عـلـہ] ہے۔ لیکن ان مجالس میں منکرات سے کلی پرہیز چاہیے۔ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے

ے طرق العشق کلها آداب ادبوا النفس ایها الاصحاب

لابن المجد رحمہ اللہ

اَلَا یَا مُحِبَّ الْمُصْطَفٰی زِدْ صَبَابَۃً	سُن رکھ اے عاشق مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تُو
وَضَمِّخْ لِسَانَ الذِّکْرِ مِنْكَ بِطِیْبِہٖ	عشق میں خُوب ترقی کر اور اپنی زبان کو خوشبُو سے
وَلَا تَعْبَأَنَّ بِالْمُبْطِلِیْنَ فَإِنَّمَا	ذکر نبی سے خوب معطر کر اور اہل بطالت کی کچھ پرواہ
عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ حُبُّ حَبِیْبِہٖ	مت کر۔ کیونکہ علامت حب الٰہی کی، اُسکے حبیب کی محبت ہے

مُندرجہ بالا تحریر کے نتیجہ میں،،

قلب مؤمن میں درود شریف کے متعلق جو باتیں ملحوظ ہونا چاہییں۔

۱۔ قلب مؤمن میں چونکہ اللہ تعالےٰ کا اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اپنی شان کے مطابق قرب، نُور اور اُنکی محبت اور یاد موجود ہے اِن پر ایمان ہے اور یہ اُمور لازم وملزوم ہیں۔ اسلئے ایک کی طرف توجہ اسکی یاد اور محبت، دوسرے کی یاد، محبت اور توجہ کا متزاحم نہیں بلکہ متلازم ہے۔ نیز حضُور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک تو موصل الی التوحید اور لوازم توحید سے ہے کہ آپ کی طرف

عـلـہ نشر الطیب میں ان روایات کی مستقل فصل ہے۔

متوجہ ہوئے بغیر توحید ہی حاصل نہیں ہوتی۔

۲۔ درود شریف کے حکم کی بجاآوری میں اللہ کے حبیب کی محبوبیت، عظمت اور عبدیت ہے اور اپنے عجز کا اظہار ہے۔ محبوبیت اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو احد و صمد اور غنی ہے وہ اپنے حبیب پر درود بھیجتی ہے۔

عبدیت اسلئے کہ خود اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رحمت خاصہ کی ضرورت ہے۔ اور ہمارا عجز اسلئے کہ بندہ حقیر ناچیز اس عظیم حکم کے حقِ واجب کی ادائیگی سے قاصر ہونے کی وجہ سے خود آمر (اللہ جل شانہٗ) ہی سے اس عمل کی (درود بھیجنے کی) درخواست کرتا ہے۔

"درود شریف کے فضائل میں وہ احادیث جنکا وِرد کے دوران ایمان کے ساتھ استحضار کرنا ہے"

حدیث نمبر۱ اللہ کریم جو کام اپنے حبیب کی خاطر خود کرتے ہیں اور اسمیں شمولیت کا اپنے بندوں کو حکم کرتے ہیں اس کی فضیلت میں اللہ کے رسول مخبر صادق خبر دیتے ہیں۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا — یعنی جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ستر مرتبہ بھی آیا ہے۔

حدیث نمبر۲ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ یعنی اللہ جل شانہٗ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو (زمین میں) پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں

حدیث نمبر۳ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل

کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جسکو ساری مخلوق کی باتیں سُننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اُس کا اور اُس کے باپ کا نام لیکر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے

فائدہ: جب خادم (فرشتہ) کی سماعت ایسی ہے تو مخدوم کی سماعت اور قرب کا کیا حال ہوگا. مگر اُمور غیبیہ میں عقل اور قیاس کام نہیں دیتے اپنا خیال منقول ہی کے مطابق رکھنا چاہیے.

حدیث نمبر۴ ایک حدیث کے آخر میں ہے کہ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ فَأَدْعُو لَكُمْ وَأَسْتَغْفِرُ یعنی تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے (ایک روایت میں ھدایا کی شکل میں پیش ہونا آیا ہے) اور میں تمہارے لیئے دُعا واستغفار کرتا ہوں.

حدیث نمبر۵ فرمایا رسُول اللہ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم نے إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً یعنی بلاشک قیامت میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے.

؎ هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

"درُود شریف کے ورد کا طریقہ"

یہی اس کتابچہ کا مقصد ہے

(۱) رسالہ فضائل درود شریف مؤلفہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اور شمائل رسول صَلَّی اللہُ علیہ وسلم کی کُتُب کو مطالعہ میں رکھیں جن کے چند نام صفحہ پر درج ہیں. تاکہ اس عمل کی عظمت، قدر اور اپنی حاجت خوب دل میں بیٹھ جائے.

(۲) کچھ وقت قبلہ رُخ باوضو بیٹھ کر یکسوئی اَور خوشبُو کا انتظام کر کے اَور باقی اَوقات میں بِلا شرائط جِس قدر ہو سکے درُود شریف پڑھنے میں اِس طرح مشغول رہیں کہ اَللّٰھُمَّ یا صَلِّ اللہ کی اَدائیگی کے وقت اَپنا دھیان قلب کی طرف رکھیں جیسا کہ نماز، دعا اَور مراقبہ وغیرہ میں قلب کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ اَور خیال کریں کہ زبان کے ساتھ الفاظ مُبارکہ خصوصًا اِسم جلالہ (اللہ) قلب سے نکل رہا ہے۔ قلب ذات باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس کو پُکار رہا ہے۔

(۳) اسی طرح جب عَلٰی مُحَمَّد یا عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں اِسم مُبارک مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ علیہ وسلم) یا عَلَیْہِ زبان سے اَدا کرے تو اَپنے قلب میں روحانیت محمدی کو موجود سمجھتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گویا کہ مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا عرض کر رہا ہے۔ کہ درود شریف قریب والے کا براہ راست اَور دور والے کا بذریعہ ملائکہ پیش ہوتا ہے لیکن قرب وبُعد دونوں حالتوں کا حاصل ایک ہی ہے کہ درود وسلام پیش ہوتا ہے۔ آجکل مادی آلات کے ذریعہ قرب وبُعد کا احساس ختم ہو گیا ہے اَور یہاں تو جنکے لئے بُعد ہے اُنکے لئے مادی آلات نہیں بلکہ نورانی واسطہ ہونے کی یقینی خبر ہے اس کے علاوہ جو ذات مخاطب ہے وہ اسم ھادی جَلَّ جَلالہٗ کا مظہر اَتم ہے۔ اگرچہ اُمور غیبیہ میں عقیدہ اِسی عبارت اَور الفاظ میں ہونا چاہیے جسطرح حدیث پاک میں آیا ہے۔ یہاں ایک نوع کا قرب بھی ثابت ہے اَور بعض کیلئے بُعد بھی۔ لیکن مؤمن کیلئے جدائی نہیں کہ یہ نعوذُ باللہ ایمان کے منافی ہے۔ تعلق کٹا تو ایمان ختم۔

(۴) دونوں توجہات کی کچھ مشق ہو جانے کے بعد اس حقیقت کو بھی خیال میں شامل کر لے کہ اِس درود شریف پر میرے قلب میں رحمات نازل ہو رہی ہیں اَور انوارات آ رہے ہیں توجہ ہو رہی ہے۔ کیونکہ میرے سلام عرض کرنے پر جواب مل رہا ہے۔ یہاں سلام کے جواب ملنے کا یقین رکھتے ہوئے پڑھنے میں ذرا سا سکتہ

؏۱ حواشی صفحہ ۲۶ پر

یعنی ایک لحظہ وقفہ کرے گویا جواب سن رہا ہے .

(۵) خیال کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے لئے دعا واستغفار ہو رہا ہے جو کہ یقیناً مقبول ہے . اُنکے مبارک قلب سے میرے قلب میں انوارات آرہے ہیں جو سابقہ حاصل شدہ نُور ایمانی کو بڑھا رہے ہیں . اس طرح نور توحید سے قلب منور ہو رہا ہے اور شرک کے خفی اثرات سے میرا قلب پاک ہو رہا ہے . قلب میں محبت بڑھ رہی ہے اسکی لذت اور خوشی محسوس کرنے کی کوشش کرے یعنی اگر خود بخود محسوس نہ ہو تو بتکلف محسوس کرے . اِسی بات کو فیض آنا کہا جاتا ہے اِس ورد کے دوران کسی کسی وقت لمحہ دو لمحہ یا جی چاہے تو کچھ زیادہ وقت کیلئے بجائے کچھ پڑھنے کے اِس نزول فیض کے دھیان میں رہے اور دل میں خود بخود جو ذکر، یا درود ہوتا ہو اسکو ہونے دے . اس کو مراقبہ کہتے ہیں لیکن مراقبات دیگر بھی ہیں . لیکن اس کی علامات کا ظاہر ہونا ضروری نہیں کہ اس کا تعلق کشف سے ہے جسکا قرب و ثواب میں کوئی دخل نہیں جیسا کہ شب قدر کا ثواب اور برکت حاصل ہونے کیلئے صرف اِیمان واحتساب کی شرط ہے کچھ نظر آنا شرط نہیں .

اِس فیض کی یا اثر کی کیفیت ہر شخص کے حال کے مناسب مختلف ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہے . بعض حضرات کو معمول کی پابندی کرنے کے باوجود کچھ محسوس نہیں ہوتا انکی حالت سب سے اسلم اور محفوظ ہوتی ہے کہ نفسانی اثرات اور شیطانی اثرات عقائد کی خرابی اور عجب وغیرہ سے حفاظت رہتی ہے اصل مقصود اور معتبر کیفیت صرف یقین کی ہے اور حقیقی مشاہدہ اِس یقین ہی کو کہا جاتا ہے یعنی احادیث پاک میں ارشاد فرمائے ہوئے فضائل کا یقین اور انکا استحضار جس کی وجہ سے عمل کا ثواب ایک کی بجائے لاکھوں گُنا ہو جاتا ہے اور قُرب میں غیر معمولی ترقی ہوتی ہے ؎

سیر زاہد ہر شبے یک روزہ راہ سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

اللہ تعالیٰ اپنی رضا و معرفت اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نصیب کرے.

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ورد کے لئے صلوۃ وسلام کے صیغے

جب یکسوئی کی حالت میں پڑھنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ماثورہ بلکہ احادیث مرفوعہ کے صیغوں کے ساتھ ورد کیا جائے کہ اُن کی فضیلت و برکت ظاہر ہے. اس کا ایک مجموعہ مقبول وظیفہ کے نام سے چھپا ہوا عام ملتا ہے اس کو حکیم الاُمت تھانوی رحمہُ اللہ نے جمع فرمایا اور حضرت شیخ الحدیث رحمہُ اللہ نے اُس کی بہت ترغیب دی اور خوب اشاعت کرائی۔ یہ چالیس درُود وسلام کی چہل حدیث ہے اس ساری کو یا اس میں سے جو آسان اور مختصر صیغہ ہو اور اسمیں زیادہ جی لگے اس کو اختیار کرلیں. چہل حدیث کے ورد کے دوران جیسا کہ چہل حدیث میں لکھا ہے کہ سلف صالحین سے نقل کیا گیا ہے کہ اللھم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ کے قائم مقام ہے اور حمید مجید اللہ تعالےٰ کے دو ایسے مبارک نام ہیں جو تمام صفات جلالیہ وجمالیہ کے آئینہ دار ہیں لہذا درُود ابراہیمی کو پڑھتے وقت ان دونوں لفظوں کی معنویت کا خیال کرنے سے درود شریف کا کیف بہت بڑھ جاتا ہے لہذا چہل حدیث کے ورد میں یہ نکتہ بھی خیال میں رکھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مُبارک لیتے وقت جیسے روحانیت محمدی کے خیال کرنے کا ذکر ہوا اسوقت چاہے تو حلیہ شریفہ کا دھیان کرے اور وہاں سے صلاۃ وسلام کے جواب ملنے کا یقین بھی کرے گویا سلام کا جواب دل کے کانوں سے سُن رہا ہے انشاء اللہ جزا سُننا شروع ہو جائیگا کہ دوستوں کا مجرب ہے.

فہرست مضامین

ہ خوشا چشم کہ دید آں روئے زیبا   خوشا دل کہ دارد خیال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

باقی مشغولی کے اوقات میں احقر کو صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسان معلوم ہوتا ہے کسی شیخ طریقت سے پوچھ کر اس کو بطور پاس انفاس بھی کیا جا سکتا ہے اور چاہے پورا کلمہ طیبہ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بنالیں یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تاکہ انشاء اللہ آخری کلام ہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

محمد اقبال

مدینہ منورہ علیٰ منورہا الف الف صلوٰۃ وسلام

ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

احمد مرسل، فخر دو عالم صَلَّی اللہ علیہ وسلم   مظہر اول، مرسلِ خاتم صَلَّی اللہ علیہ وسلم
جسم مزکّیٰ روح مصور قلب مجلّیٰ نور مقطر   حسن سراپا، خیر مجسم، صَلَّی اللہُ علیہ وسلم

(اقبال احمد سہیل)

خلق کے سرور، شافع محشر، صَلَّی اللہ علیہ وسلم   مرسل داور، خاص پیمبر، صلی اللہ علیہ وسلم
نورِ مجسم نیر اعظم، سرور عالم مونسِ آدم   نوح کے ہمدم خضر کے رہبر صَلَّی اللہ علیہ وسلم

(امیر مینائی)

شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

حَامِد و مَحْمُود مَمْدُوح خُدَا   اَحْمَد مُرسَل مُحَمَّد مُصْطَفٰے

تو ہے ممدوحِ خدا اے شہِ والا حسبی　　بندہ جو حمد کا دعویٰ کرے ہے بے ادبی
دیکھ کر شان تری کہتا ہے ہر شیخ و صبی　　مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد　　صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حواشی

حاشیہ صفحہ ۹ نمبر ۲ اِن اللہ جمیل کے متعلق حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں (ف) چونکہ جمال عادۃً مقتضی ہوتا ہے ظہور کو یعنی ظہور اسکے مناسب ہے اور اللہ تعالیٰ حکیم ہیں کہ مناسب کی رعایت فرماتے ہیں اسلئے حکمت مقتضی ہوئی کہ ذات وصفات کا ظہور فرمائیں۔ اور ذات وصفات کا ظہور ہوتا ہے افعال سے جو متعلق ہیں خلق کے۔ پس مقتضی ظہور ہونا مقتضی خلق ہوتا ہے۔ اور اس ظہور سے معرفت ہوتی ہے پس اقتضاء ظہور اقتضاء معروفیۃ بھی ہے۔ اسی اقتضاء کو حُب سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس ظہور سے پہلے خفاظاہر ہے۔ پس حکم بالجمال سے کہ حدیث میں ہے بواسطہ اِن مقدمات کے قول مشہور صوفیہ کا ثابت ہوتا ہے اھ (التکشف)

(قول سے مُراد مضمون :۔ کنت کنزًا مخفیًا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق)

عارفین اس حُب کو اصطلاح میں تعین اول، تعین حُبّی، حقیقت محمدی حقیقت الحقائق اور قلم اعلیٰ بھی کہتے ہیں۔

حاشیہ صفحہ ۱۳ ع۳ ظاہرًا نور محمدی روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح

کی اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے اور مجرد کا مادیات کیلئے مادہ ہونا ممکن نہیں پس ظاہراً اس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہے کہ اس مادہ کے چار حصے کئے گئے۔ اھ (نشر الطیب)

(جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے فیض سے نورِ محمدی پیدا فرمایا)

(۱) حاشیہ صفحہ ۱۲ علیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند جیسے علماء کے نزدیک اولیٰ بمعنی اَقرب ہے کیونکہ انہوں نے تحذیر الناس میں ثابت کیا ہے کہ اولیٰ اگر بمعنی احب یا اولیٰ بالتصرف ہو۔ تب بھی اقربیت ثابت ہو گی کیونکہ احبیّت اور اولویت بالتصرف کی وجہ اقربیت ہی ہو سکتی ہے

(۲) ارواحِ ثلاثہ میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا ارشاد نقل فرمایا گیا ہے۔ طویل قصہ کے آخر میں ہے کہ میں نے اتنے (تعداد نہیں) سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھایا اسکے بعد خاموش ہو گئے دوسرے وقت پوچھنے پر فرمایا کہ پھر کیفیت احسان رہی۔ اھ

اِس کیفیت میں ظاہر شریعت کے اندر اندر مالک کی پسند و ناپسند کا احساس ہو جاتا ہے۔ جس کو اصطلاح میں انکشاف وجہ اللہ کہتے ہیں۔

(۳) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو نماز کے اندر تشہد میں حضوری کے قصد کا فرمایا ہے۔

واحضر فی قلبك النبي صلی اللہ علیه وسلم وشخصه الكريم وقل سلام علیك ایها النبي ورحمة الله وبركاته، وليصدق املك فی انه يبلغه ويرد علیك ما هو اوفی منه (احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۱۹۹ طبع بیروت)

پھر غیر نماز میں کوئی اشغال کرنا اللہ پاک کی صفات کو محدود سمجھکر ایسی معمولی باتوں کو شرک کہہ دینا بے ذوقی کی بات ہے معمولی اسلئے کہ یہ حالت تو اپنے شیخ کیساتھ بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ مرید کو توحید مطلب حاصل ہو کہ حقیقت مرشد اسم ہادی کا مظہر ہے نہ کہ ذات مرشد۔

فہرست مضامین

نقشہ خلاصہ کتاب

درود شریف کے عروج ونزول کا خریطہ

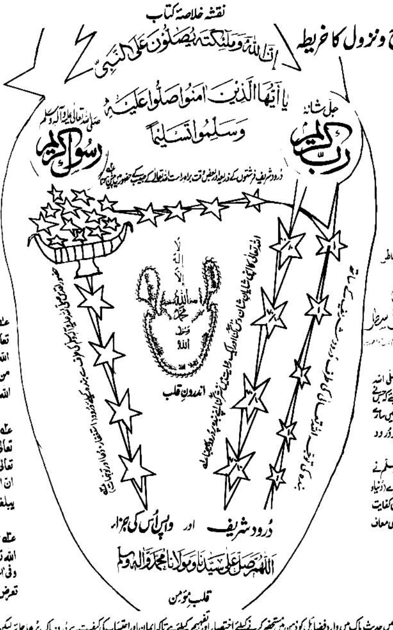

علہ عن ابی هریرۃ رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم قال: من صلی علی صلاۃ واحدۃ صلی الله علیه عشرا۔

علہ عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم قال: ان الله وملئکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام۔

علہ عن اوس بن اوس رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث طویل وفی اخرہ: فان صلاتکم تعرض علی فادعو لکم واستغفر۔

"لیس کمثله شیئ"

"وفی أنفسکم افلا تبصرون"

"النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم"

"نحن اقرب الیه من حبل الورید"

"هو الاول والآخر والظاهر والباطن"

رأیٰ عین قلبی فری وجهه
ذکرک والتوحید فی سطر

صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اُس شخص کیلئے کہ جس نے عرض کیا تھا "یا رسول اللہ اگر میں سارے (دعاؤں کے) وقت کو آپ پر درود کیلئے مقرر کردوں تو کیسا؟"
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسی صورت میں تیرے (دنیا و آخرت کے) سارے فکروں کی کفایت کی جائے گی اور تیرے گناہ بھی معاف کردیئے جائیں گے۔

یہ خریطہ درود شریف کے ورد میں حدیث پاک میں وارد فضائل کو ذہن میں مستحضر کرنے کیلئے اختصار اور تفہیم کیلئے ہے تاکہ ایمان اور احتساب کی کیفیت سے دُرود پاک پڑھا جائے لیکن جیسے ذاتِ باری تعالیٰ کیلئے ہے کہ "لیس کمثلہ شیئ" ایسے ہی اُس کی صفات اور افعال کے متعلق بھی ملحوظ ہے کہ وہ "کما یلیق بشانہ" ہے۔